بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِين، نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

32-شرح العقیدۃ الواسطیۃ

العقیدۃ الواسطیۃ الشیخ الاسلام الامام ابو العباس ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔

اور پچھلے درس میں ہم بات کر رہے تھے اللہ تعالیٰ کی صفت محبت کے بیان کی تفصیل اور چوتھی آیت بیان کر چکے تھے آج کے درس میں جہاں پر رُکے تھے وہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''وقوله تعالي: ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللهُ﴾ إلى آخر الآية(آل عمران: 31)''۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''الآية الخامسة''(پانچویں آیت جو ہے سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 31 میں)، شیخ صاحب فرماتے ہیں علماء کے نزدیک یہ آیت جو ہے اسے کہتے ہیں ''آية المحنة''(آزمائش کی آیت)، کیونکہ کچھ ایسے لوگ تھے جنہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ حکم دیا ہے کہ اُن سے یہ کہیں ﴿إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللهُ﴾۔

دعویٰ کیا تھا؟ کہ ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔ اور یہ دعویٰ ہر مسلمان کرتا ہے، اور مسلمان سے مراد ہر امت کا مسلمان، کیونکہ آپ کو پتہ ہے کہ یہود و نصاریٰ جو تھے جو اپنے نبی (علیہم الصلاۃ والسلام) کی تعلیمات کی اتباع کرتے تھے اور عمل پیرا تھے اُن کی تعلیمات پر وہ بھی مسلمان تھے ﴿إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللهِ الْإِسْلَامُ﴾ (آل عمران: 19) اصل بات یہ ہے۔ تو کچھ لوگوں نے دعویٰ کیا، یہ آیت جو ہے اسے آیۃ المحنۃ کہتے ہیں علماء کہ آزمایا گیا ہے کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے دعویدار تو بہت ہیں اللہ تعالیٰ کی محبت کے۔

تو شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں، کیونکہ بعض لوگوں نے بعض قوموں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے ﴿إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي﴾۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں، اور یہ اس آزمائش کے ساتھ ایک چیلنج (Challenge) بھی ہے (تحدّی بھی ہے) ہر اُس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویدار ہے کیونکہ اسے یہ کہا جاتا ہے اگر تم اللہ تعالیٰ کی محبت میں سچے ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرو، جس نے بھی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کی ہے جو اس میں سے نہیں ہے اور اُس نے اِس کے ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہے اس عمل سے جو اُس نے نیا ایجاد کا ہے دین میں تو ہم اُسے یہ کہتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے اگر واقعی تمہاری محبت سچی ہوتی تو پھر آپ لازمی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرنے والے ہوتے اور کوئی چیز بھی اُن سے آگے ہوتے ہوئے ایجاد نہ کرتے شریعت میں جو دین میں سے نہیں ہے۔

تو قاعدہ یہ ہے دیکھیں: "فكل من كان أتبع لرسول الله صلى الله عليه وسلم، كان لله أحب" (جو جتنا اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرتا ہے وہ اتنا ہی اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا ہے)۔

"جتنی اتباع اتنی محبت"، اتباع زیادہ ہے محبت زیادہ ہے، اتباع کم ہے محبت بھی کم ہے، اتباع نہیں ہے تو محبت بھی نہیں ہے، اصل یہ قاعدہ ہے۔

تو بدعت کہاں پر ہے پہلے میں، دوسرے میں، یا تیسرے میں؟ بدعتی جب بدعت ایجاد کرتا ہے اُس کا دعویٰ کیا ہوتا ہے؟ "میں اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہوں اس لیے میں نے یہ عمل ایجاد کیا ہے جسے میں کر رہا ہوں اللہ کو راضی کرنے کے لیے"۔ یہی ہوتا ہے نا کہ اللہ تعالیٰ خوش ہو جائے میری اس عبادت سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اور اُجر و ثواب کا یہ عمل باعث بنے۔

قاعدہ کیا ہے؟ اگر تم واقعی سچے ہو اپنی محبت میں تو اللہ تعالیٰ سے جو محبت ہے اللہ تعالیٰ نے جوڑ دی ہے اتباع رسول کے ساتھ (علیہ الصلاۃ والسلام)۔

اب کوئی ایک شخص درود ابراہیمی پڑھتا ہے کثرت سے دوسرا شخص درود تاج پڑھتا ہے کثرت سے،اِن دونوں میں سے کون سچی محبت کرتا ہے اور اس کی دلیل کیا ہے؟ درود ابراہیمی والا۔

کیوں کس نے کہا ہے تو دوسرا کیوں غلط ہے؟ دوسرا جو ہے وہ محبت نہیں کرتا؟ وہ دعویٰ کرتا ہے محبت نہیں کرتا۔ ثبوت کیا ہے دلیل کیا ہے؟

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ﴾،دیکھیں اس میں ایک ﴿فَاتَّبِعُوْنِيْ﴾ ہے،دوسرا ﴿يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ یہ ایکسٹرا کریڈٹ (Extra Credit) ہے،یعنی محبت تمام ہو گئی ﴿فَاتَّبِعُوْنِيْ﴾ پر دعویٰ سچا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ جڑا ہوا ہے ﴿فَاتَّبِعُوْنِيْ﴾ اتباع رسول کے ساتھ،اللہ تعالیٰ جو اتباع رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کرتا ہے اجر و ثواب تو اپنی جگہ پر ہو گیا پھر اُس کے لیے یہ شرف ہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس سے محبت کرتا ہے۔

عمل کرنے والے نے کیوں عمل کیا؟

اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے نا،دونوں دعوے کرتے ہیں (درود ابراہیمی پڑھنے والا بھی دعویٰ کرتا ہے درود تاج پڑھنے والا بھی دعویٰ کرتا ہے)،دونوں نے کہا ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اس لیے یہ عمل کرتے ہیں۔

دونوں درود ہیں کہ نہیں؟ دونوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے کہ نہیں؟

دونوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے نا، ظاہراً تو اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے درود بھی اللہ کا ذکر ہے نا ''اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّد'' اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

قاعدہ یہ ہے: (۱) کہ جو درود ابراہیمی پڑھنے والا ہے یہ اپنی محبت میں سچا ہے کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے یہ عمل کیا ہے۔ درود ابراہیمی کی دلیل موجود ہے "صحاح ہے" صحیح احادیث میں۔ (۲) جس نے درود تاج پڑھا ہے اُس نے بھی درود پڑھا ہے اور اُس نے بھی دعویٰ کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ

سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ بھی محبت کرتا ہے اس لیے تو اس نے درود پڑھا ہے لیکن وہ درود اُس نے خود ایجاد کیا ہے اپنی اس محبت کو ثابت کرنے کے لیے۔

ہم نے کہا ہے آپ کی یہ محبت جو ہے یہ محض ایک دعویٰ ہے سچی محبت نہیں ہے، اگر سچے ہوتے تو وہ عمل کرتے جو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمل کیا ہے یا جس کا حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درود تاج کا حکم نہیں دیا اور نہ ہی اس کی کوئی دلیل ہے اس لیے جو عمل آپ نے ایجاد کیا ہے اُس کا اتباع رسول سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے اور قاعدہ یہ ہے ﴿قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ﴾، (یہاں تک رُکیں پھر)۔

جس عمل میں اتباع رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہیں ہے وہ عمل کرنے والا شخص اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے کا دعویدار ہے۔ کرنا کیا ہے؟

فوراً توبہ کریں، اتباع رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کریں اور اپنے اس دعوے کو سچا ثابت کریں۔ کیسے ہوگا؟

درود تاج سے توبہ کریں اور درود ابراہیمی پڑھنا شروع کریں جو سنت سے ثابت ہے جس سے اتباع رسول ثابت ہوتی ہے۔

اور آپ کے اس عمل سے آپ کو دو فائدے ہیں:

(۱) ایک تو آپ کا جو دعویٰ ہے اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا وہ دعویٰ سچا ثابت ہوتا ہے۔

(۲) اور دوسرا اس سے بڑا شرف ﴿ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ ﴾ (اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اللہ تعالیٰ تمہیں پسند کرے گا (تمہارے عمل کو بھی پسند کیا ہے اور تمہیں بھی پسند کیا ہے))۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) "وإذا أحب الله وقام بعبادته، فإن الله تعالى يحبه" (جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو بے شک اللہ تعالیٰ اُس سے محبت کرتا ہے (اُس شخص سے محبت کرتا ہے اسے پسند کرتا ہے))، بلکہ اللہ تعالیٰ اُسے اُس کے عمل کی وجہ سے اُس سے زیادہ عطا فرماتا ہے (جو عمل اُس

نے کیا ہے اللہ تعالیٰ اُسے اُس سے بھی زیادہ عطا فرماتا ہے)، حدیث قدسی میں آیا ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "مَنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي" (جس نے اپنے نفس میں میرا ذکر کیا ہے میں اپنے نفس میں اس کا ذکر کرتا ہوں (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حدیث قدسی میں))۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ)، اور تعالیٰ کی نفس جو ہے ہمارے نفس سے زیادہ عظیم ہے (اس میں کوئی شک نہیں ہے)۔

پھر حدیث کا اگلا حصہ ہے حدیث قدسی کا: "وَمَنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ" (اور جس نے کسی کے سامنے (یعنی لوگوں کے سامنے) میرا ذکر کیا ہے میں ان سے بہتر مخلوق میں اُس کا ذکر کرتا ہوں)۔

اس سے کون مراد ہیں؟ فرشتے "الملائکۃ"، سبحان اللہ۔

"وفي الحديث أيضاً" (شیخ صاحب فرماتے ہیں اور حدیث میں یہ بھی ہے) "أَنَّ مَنْ تَقَرَّبَ إِلَيْهِ شِبْرًا تَقَرَّبَ اللهُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَمَنْ تَقَرَّبَ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، تَقَرَّبَ إِلَيْهِ بَاعًا، وَمَنْ أَتَى إِلَى اللهِ يَمْشِي، أَتَاهُ اللهُ هَرْوَلَةً"۔

اور یہ متفق علیہ حدیث ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: (جو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے ایک بالشت اللہ تعالیٰ ایک گز اُس کے قریب ہوتا ہے (آپ تھوڑا قریب ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اُس سے زیادہ قریب ہوتے ہیں) آپ ایک چھوٹا سا عمل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُس سے زیادہ آپ کو اُجر و ثواب دیتا ہے اُس عمل کا، جو عمل ہم نے کیا ہے اُس سے زیادہ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے، اور جو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے ایک گز نزدیک ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اُس سے زیادہ ایک باع قریب ہوتا ہے، اور جو چل کر اللہ تعالیٰ کی طرف جاتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کی طرف دوڑ کر آتا ہے "هَرْوَلَةً" (سبحان اللہ))۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی جو عطا ہے جو اللہ تعالیٰ کی دَین ہے جو اللہ تعالیٰ کا اُجر و ثواب ہے وہ ہمارے عمل سے کہیں زیادہ ہے (سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم)۔

اور اس آیت میں اسماء وصفات کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور صفات میں صفۃ المحبۃ جو ہے اللہ تعالیٰ کی محبت کرنے کی صفت کا ثبوت ملتا ہے جیسا کہ پچھلی آیات میں گزر چکا ہے۔

اگلی آیت چھٹی آیت میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''وقوله تعالى:﴿فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ﴾إلى آخر الآية(المائدۃ:54)''۔

﴿فَسَوْفَ﴾(یعنی عنقریب) ﴿يَأْتِي اللّٰهُ﴾(اللہ تعالیٰ لے کر آئے گا) ﴿بِقَوْمٍ﴾(ایسی قوم) ﴿يُّحِبُّهُمْ﴾(جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے) ﴿وَيُحِبُّوْنَهٗ﴾(اور وہ بھی اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں)۔

شیخ ابن عثیمین (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں، الفاء جو ہے ﴿فَسَوْفَ﴾ یہ جواب الشرط میں واقع ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ﴾، اصل آیت یہ ہے۔

اے ایمان والو! ﴿مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ﴾ (جو تم میں سے اب دین سے مرتد ہو جاتا ہے (نعوذ باللہ))۔ تو جواب الشرط کیا ہے کیونکہ ﴿مَنْ﴾ شرطیہ ہے؟ ﴿فَسَوْفَ﴾۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ اگر تم اپنے دین سے مڑ جاؤ اور مرتد ہو جاؤ اللہ تعالیٰ کے دین سے تو اللہ تعالیٰ کو اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ ﴿فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ﴾(تو عنقریب اللہ تعالیٰ ایسی قوم لے کر آئے گا جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور وہ بھی اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے ہوں گے)۔

''وهذا كقوله''(اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد جو ہے (سورۃ المائدۃ آیت نمبر 54 والا) وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد جیسا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے﴿وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ﴾ (محمد:38)۔ ﴿وَاِنْ تَتَوَلَّوْا﴾(اگر تم منہ موڑ لیتے ہو) ﴿يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ﴾(تمہارے علاوہ اللہ تعالیٰ کوئی اور قوم لے کر آئے گا تمہیں بدل دے گا) ﴿ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ﴾(پھر وہ تمہاری طرح نہیں ہوں گے (سبحان اللہ، یعنی منہ موڑنے والے نہیں ہوں گے))۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ)، جو بھی اللہ تعالیٰ کے دین سے منہ موڑتا ہے مرتد ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ غنی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اسے ختم کر دیتا ہے اور اُس کی جگہ اُس سے بہتر لے کر آتا ہے، ﴿فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ﴾، یعنی اُن کے بدلے اُن کے علاوہ ﴿يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ﴾ کیونکہ اگر وہ اللہ

تعالیٰ سے محبت کرنے والے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ اُن سے محبت کرے گا تو یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہوں گے اور طاعت بھی کرتے رہیں گے۔

اور آیت کا اگلا حصہ جو ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں" وتمام الآية: ﴿اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾ یعنی ایسے مومن ہوں گے جو مومنوں کے سامنے اپنے پَر جھکانے والے ہوں گے نرمی سے کام لینے والے ہوں گے لیکن کافروں کے لیے وہ عزت دار قوی ہوں گے طاقتور اور کبھی بھی ذلت کا مظاہرہ نہیں کریں گے کافروں کے سامنے۔

اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تعلیم دی ہے (شیخ صاحب فرماتے ہیں) کہ اگر انہیں کسی راستے میں دیکھو تو اُن کو تنگ راستے کی طرف ہٹادو جیسے صحیح مسلم کی حدیث میں آیا ہے۔

یعنی شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ اگر یہود و نصاریٰ ہزار ہوں اور تم دس ہو تو ہم اُن کی اس تعداد کو بکھیر دیں گے الگ الگ کر دیں گے اور اُن کے لیے ہم نے راستہ سیدھا نہیں چھوڑنا نہ ہموار چھوڑیں گے بلکہ ہم اُن کے لیے راستہ تنگ کر دیں گے تاکہ ان کو پتہ چلے کہ دین اسلام کی کیا عزت ہے، کیونکہ بات یہ نہیں کہ ہماری کوئی ذاتی برتری ہے اُن پر (شخصی برتری ہے)، بلکہ نہیں! ہم بھی بشر وہ بھی بشر ہیں لیکن تاکہ اُن کو پتہ چلے کہ دین اسلام وہی ہمیشہ ظاہر ہے اور جو اس دین اسلام سے تمسک کرنے والا ہے اس پر عمل پیرا ہے وہی عزت والا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ﴾ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے ہیں۔

((یہ جو معاملہ ہے یہود و نصاریٰ یا کافروں کے ساتھ جو یہ معاملہ ہے اس طریقے سے تنگ کرنا ہے اِسے معاہد، مستامن وغیرہ اس میں شامل نہیں ہیں یعنی جو جنگی ہیں جنگ پر اُترے ہوئے ہیں وہ اس میں شامل ہیں))۔

﴿يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ﴾ (اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے ہیں جو بھی اللہ تعالیٰ کے دین کے خلاف کھڑا ہو جاتا ہے جو دین کے دشمن ہیں چاہے کافر ہو، یا فاسق ہو، یا ملحد ہو، یا دین سے نکلنے والا ہو اس کے خلاف جہاد کرتے ہیں اور ان

میں سے ہر شخص کا مقابلہ اسی کے ہتھیار کے مطابق کرتے ہیں، تو جو آگ سے اور لوہے سے قتال کرتا ہے اُن کے خلاف آگ اور لوہے سے قتال کرتے ہیں، اور جو جدال اور خصام سے زبانی کلامی قتال کرتا ہے اور مخالفت کرتا ہے تو اس کے جواب میں اُن کی طرح جدال کرتے ہیں اور علمی جواب دیتے ہیں کیونکہ جہاد کرتے ہیں جہاد کی جو تمام قسمیں ہیں اُن کے اوپر عمل کرتے ہوئے، اور نہیں ڈرتے لوگوں کی ملامت کرنے سے اُن کی تنقید کرنے سے اور حق بات کرتے ہیں اگرچہ اُن کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اُن کو پرواہ نہیں ہوتی، بات حق کرنی ہے۔

لیکن جہاد میں جو اہم بات ہے (شیخ صاحب فرماتے ہیں) کہ اس جہاد میں حکمت سے کام لیتے ہیں اور جو اصل غایت ہے جس کی طرف انہوں نے پہنچنا ہے اُس کو مد نظر رکھتے ہیں اصل مقصد کو پانے کے لیے، بس وہ دیکھتے ہیں کہ اگر دعوت دینے میں تاخیر مناسب ہے ایک خاص وقت میں یعنی اور بعض اُمور میں تو تاخیر سے کام لیتے ہیں روک دیتے ہیں، اور اگر وہ دیکھتے ہیں کہ دعوت میں نرمی کرنی چاہیے بعض احوال میں تو نرمی سے کام لیتے ہیں کیونکہ وہ ایک خاص مقصد پورا کرنا چاہتے ہیں، اور طریقہ بھی اسی کے مطابق ہوتا ہے جو حالت سامنے ہوتی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ‌ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ﴾ ((یہ پوری آیت ہے سوۃ المائدۃ آیت نمبر 54) یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ واسعؑ علیم ہے (خوب وسعت والا ہے اور بڑے والا ہے))۔

اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا ذکر ہے جیسے پہلے گزر چکا ہے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے "اللہ" کے نام کا ثبوت ملتا ہے اور صفات میں سے محبت کی صفت کا ثبوت ملتا ہے اور اس سے زیادہ (شیخ صاحب فرماتے ہیں) کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ محبوب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ سے محبت ہمیشہ کی جاتی ہے۔

ساتویں آیت شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جو اللہ تعالیٰ کی محبت کے ثبوت میں بیان کی عقیدۃ الواسطیۃ میں "قوله تعالىٰ" (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے) ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيۡنَ يُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمۡ بُنۡيَانٌ مَّرۡصُوۡصٌ﴾ (الصف:4)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں(شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ)، یہ آیت سورۃ الصف کی جو آیت ہے حقیقت میں یہ سورۃ الجہاد ہے (سورۃ الصف کو سورۃ الجہاد بھی کہا جاتا ہے) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کی ابتداء جو ہے وہ جہاد کرنے والے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں اُن کی تعریف سے اس سورۃ کا آغاز کیا ہے پھر جہاد کی طرف اس سورۃ کے آخر میں دعوت دی ہے اور حکم دیا ہے اور دونوں کے بیچ میں یہ بیان فرمایا ہے(یعنی سورۃ کی ابتداء اور انتہا کے بیچ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے) کہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے دین کو تمام ادیان پر ظاہر کرے گا اگرچہ مشرکوں کو اس سے کراہت ہی کیوں نہ ہو۔

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا﴾، یعنی کوئی بھی ایک دوسرے کے آگے نہیں ہوتا جہاد میں ایک صف باندھ کر جہاد کرتے ہیں۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں(شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ)، اور نماز جو ہے وہ چھوٹا جہاد ہے جس میں قائد کی اتباع کرنا واجب ہوتا ہے اگر اتباع نہیں کرتے تو نماز باطل ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: (وہ شخص جو امام سے پہلے اپنا سَر اٹھاتا ہے کیا اُسے یہ ڈر نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کے سَر کو گدھے کا سَر بنادے یا اُس کی صورت گدھے کی صورت بنادے (جیسا کہ متفق علیہ حدیث میں آیا ہے))۔

اور جو نماز میں صف بندی ہوتی ہے جہاد میں بھی ویسے ہی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد میں جو صف بندی کرتے تھے ویسے ہی کرتے تھے جیسا کہ نماز میں صف بندی کی جاتی ہے (یا نماز میں صف بندی کرتے ہیں) جیسا کہ ایک دیوار ہو، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا" جو دوسروں کا مضبوط کرتا ہے۔

اس لیے فرمایا: ﴿كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ﴾، اور جو مرصوص ہوتا ہے جو جڑا ہوا ہوتا ہے وہ ویسے نہیں ہے جو متفرق ہوتا ہے، جو مرصوص ہوتا ہے جو جڑا ہوتا ہے وہ زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں، یہ جن سے اللہ تعالیٰ نے محبت کو جوڑا ہے ان کے اس عمل سے اُن کی چند صفات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے ان صفات کی وجہ سے یہ کون سی صفات ہیں:

1-سب سے پہلے شیخ صاحب فرماتے ہیں:'' يقاتلون'' ، قتال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں سستی اور کاہلی سے کام نہیں لیتے اور کمزوری سے کام نہیں لیتے دین اور دنیا میں بلکہ چست ہوتے ہیں اور قتال کرنے والے ہوتے ہیں۔

2-دوسرا''الإخلاص''، ﴿يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ﴾، ﴿فِي سَبِيلِهِ﴾ کے لفظ سے اخلاص ثابت ہوتا ہے یعنی اُن کی صفت یہ ہے کہ مخلص بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے ہیں، اُن کا مقصد (اس قتال کا مقصد) کوئی اور نہیں ہے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے یہ یہ عمل کرتے ہیں جس سے اخلاص ثابت ہوتا ہے۔

3-تیسری چیز کہ صف بندی کرکے قتال کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور مضبوطی کے ساتھ قتال کرتے ہیں ''يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا''ایک ساتھ کھڑے ہوکر دیوار کی طرح۔

4-''كالبنيان'' جیسے حصن منیع دیوار ہوتی ہے ویسے کھڑے ہوجاتے ہیں۔

5-اُن کے بیچ میں کوئی خلل نہیں ہوتا جو اُن کو الگ الگ کردے ﴿كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ﴾۔

یہ پانچ صفات ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کو جس سے یعنی اِن کے عمل سے جوڑا ہے، لوگوں سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اُن کی اِن پانچ صفات کی وجہ سے۔

اور اس آیت میں جو اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے وہی ہے اللہ تعالیٰ کا نام "اللہ" اور صفت محبت کا ثبوت ملتا ہے۔

آٹھویں آیت جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بیان کی ہے اللہ تعالیٰ کی محبت کے ثبوت میں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''وقوله تعالى:﴿وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ﴾(البروج:14)''۔

﴿الْغَفُورُ﴾(گناہوں کو ڈھانپنے والا)، اپنے بندوں کے گناہوں کو ڈھانپنے والا اور درگزر کرنے والا یہ غفور ہے۔

﴿الْوَدُودُ﴾، یہ وُدّ سے لفظ لیا گیا ہے اور وُدّ کہتے ہیں خالص محبت کو، "مودّة" جیسے لفظ مودّة بھی اسی وُدّ سے نکلا ہوا ہے اور خالص محبت کو کہا جاتا ہے، اور واد اور مودود جو ہے وہ اسی میں سے ہے کیونکہ جو محبت کرنے والا ہے اس سے محبت بھی کی جاتی ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ﴾ جیسے گزر چکا ہے پچھلی آیت میں۔

اللہ تعالیٰ محبت کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ سے محبت بھی کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں سے اپنے اولیاء سے محبت کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے اولیاء ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے ہوتے ہیں اور وہ اس محبت سے اللہ تعالیٰ کی جو رضا ہے اور جو جنت ہے وہ حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔

اور اس آیت میں دو اللہ تعالیٰ کے نام ہیں، ایک تو اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے الغفور اور الودود کا ثبوت ملتا ہے، اور دو صفات ہیں صفۃ المغفرۃ اور صفۃ الوُدّ۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں)، میری تمنا یہ ہے کہ مصنف رحمہ اللہ اگر یہ نہ بھی آیت اللہ تعالیٰ کی محبت میں بیان کرتے جسے کہ صفۃ الخلۃ کہتے ہیں جو محبت کا سب سے بڑا درجہ ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا﴾ (النساء: 125) (اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنا خلیل بنایا ہے) ، اور خلیل وہ ہے جو سب سے اعلیٰ محبت کے درجے پر فائز ہو، اور خلۃ جو ہے محبت کے سب سے بلند درجے کو کہا جاتا ہے۔

محبت کی مختلف قسمیں ہیں اور درجات ہیں میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ دَس مراتب ہیں محبت کے دَس درجے ہیں اور سب کا الگ الگ معنی ہے۔ کسی کو یاد ہے پہلے بیان کر چکے ہیں عقیدۃ الطحاویۃ کی شرح میں ابن أبي العز حنفی (رحمہ اللہ) نے یہ دَس مرتبے بیان کیے ہیں؟ پہلا کسی کو یاد ہے؟ محبت ویسے شروع کہاں سے ہوتی ہے؟ اتنی پیاری ترتیب ہے آپ حیران ہو جائیں گے! وقت نہیں ہے ورنہ پھر ٹائم چلا جائے گا اس پر کبھی بات کروں گا میں لیکن کہاں سے شروع ہوتی ہے؟

آپ مختلف چیزیں دیکھتے ہیں ایک پر آکر نظر ٹھہر جاتی ہے، بات پسند کی ہوتی ہے پسند کرتے کرتے محبت سب اعلیٰ درجہ جو ہے بہت ساری چیزیں دیکھتے ہیں ایک پر آپ کی آنکھ رُک جاتی ہے وہ علاقہ پیدا ہو گیا ''العلاقة''۔ دوسرا ہے ''الصبابة''، اِدھر اُدھر جیسے پانی بہتا ہے نا اُبل جاتا ہے اُدھر ایک طرف میلان ہو جاتا ہے۔ پھر ''الغرام''، جیسے انسان مقروض ہو جاتا ہے نا، اُس کی یاد زیادہ بڑھنا تو غرام ہو گیا ہے۔

اور بھی اس کے ہیں دَس ہیں تقریباً کبھی بات کریں گے ان شاء اللہ اس پر، تو یہ ترتیب بڑی پیاری ہے دیکھیں ہمیشہ انسان آنکھوں سے دیکھتا ہے ایک نظر پڑ گئی ایک جگہ پر رُک گئی، پھر اُس کی طرف مائل ہونا اُس کا الگ درجہ ہے اوپر درجہ ہے،

پھر زیادہ یاد رکھنا مِس کرنا الگ درجہ ہے، پھر مودّۃ ہے، پھر عشق ہے، پھر یہ سارے جو ہیں، آخر سب سے بڑا درجہ جو ہے وہ ہے الخلۃ کا۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ)، الخلۃ جو ہے الخلیل وہ ہے جس کی محبت دلوں کی گہرائیوں تک پہنچ جاتی ہے اور رگوں میں جیسے یعنی شامل ہو جاتی ہے، انسان کے لیے اتنی محبت کرنا کہ دل میں اُس کے سوا کسی کی جگہ ہی نہیں ہے (کسی کی بھی ! والدین کی بھی نہیں، بہن کی نہیں، بھائیوں کی نہیں، کسی کی نہیں !)۔

میں مثال دے رہا ہوں کہ اگر محبت کسی سے ہو والد سے ہو کسی سے بھی ہو سکتی ہے یعنی اتنی محبت ہے کہ کسی اور کی جگہ اب دل میں باقی نہیں رہی، تو یہ سب سے بلند درجہ ہے محبت کا اور اس سے بڑھ کر کوئی محبت کا درجہ ہے ہی نہیں۔

شاعر کہتا ہے عربی شاعر جو ہے:

قَدْ تَخَلَّلْتِ مَسلَكَ الرُّوحُ مِنِّي ، وَبِذَا سُمِّيَ الخَلِيلُ خَلِيلاً

خلیل کو خلیل کیوں کہا جاتا ہے؟ "قَدْ تَخَلَّلْتِ مَسلَكَ الرُّوحُ مِنِّي" (تم میرے اندر ایسے سما چکی ہو جیسے کہ روح میرے اندر سما چکی ہے)۔ روح کی طرح یعنی روح نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے (سبحان اللہ)، اور اسی لیے خلیل کو خلیل کہا گیا ہے کہ محبت جب ہوتی ہے تو وہ بھی یہی درجہ رکھتا ہے جس کے بغیر جینا محال ہو جاتا ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ)، کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام صحابہ سے محبت کرتے تھے لیکن کسی کو خلیل نہیں بنایا، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے ایک مرتبہ فرمایا "لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِي خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا" (جیسے کہ متفق علیہ حدیث میں آیا ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو میں ابو بکر کو خلیل بنا لیتا))۔

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جو ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھے لیکن اس درجے تک نہ پہنچ سکے (خلۃ کے درجے تک) کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خلیل تو نہیں لیکن اِخوۃ الاسلام ہے اور محبت اسلام کی بنیاد پر ہے لیکن جو خلۃ ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیچ میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ربّ سے اتنی محبت

کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: ''إِنَّ اللهَ اتَّخَذَنِي خَلِيلاً كَمَا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلاً'' (یہ دلیل ہے صحیح مسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیل بنایا ہے جیسا کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو خلیل بنایا ہے)۔

الخليلين کون ہیں؟ یا الخليلان؟ سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

دلیل کیا ہے؟ ﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا﴾ قرآن مجید میں، اور حدیث میں دونوں کا نام ہے کہ بے شک ''إِنَّ اللهَ اتَّخَذَنِي خَلِيلاً كَمَا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلاً''۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ)، اور خلۃ جو ہے ہم نہیں جانتے کہ بشر میں سے کسی کے لیے ثابت ہو مگر دو کے لیے: سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام، اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے، اور اس کا ثبوت یہی حدیث ہے جو ابھی گزر چکی ہے، اور یہ خلۃ جو ہے اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے اور یہ محبت کا اعلیٰ ترین درجہ ہے اور یہ محبت توقیفی ہے ہم یہ بشر میں سے کسی کے بغیر دلیل کے محبت کے اس درجے کو ثابت نہیں کر سکتے یہاں تک کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام بھی نہیں سوائے ان دو عظیم رسولوں کے: سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اور اس آیت میں: ﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا﴾ اس آیت کو دلیل بنایا گیا ہے یا اس آیت کو دلیل بنایا ہے جس نے جعد بن درہم کو قتل کیا تھا جو جہمیۃ کا معطلۃ کا سردار تھا اور سب سے پہلے اس شخص نے انکار کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم کو خلیل نہیں بنایا (یعنی اللہ تعالیٰ کی صفت محبت، صفت خُلت کا انکار کرتے ہوئے)، اور یہ بھی ساتھ کہا ''ولم يكلم موسى تكليماً'' (اُس شخص نے یہ کہا کہ ''إن الله لم يتخذ إبراهيم خليلاً ولم يكلم موسى تكليماً'' قرآن مجید کی مکمل نفی جو ہے جو اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام ہے مخالفت ہے)۔

تو خالد بن عبداللہ قسری رحمہ اللہ جو ہیں جو گورنر تھے اُس وقت اُس شخص نے جعد بن درہم کو قتل کیا اُس کے اِس جملے کی وجہ سے جو اُس نے کہا ہے اور عید الأضحی کے دن اُسے ہتھکڑیاں لگا کر لے کر گئے خطبہ کیا اور خطبے کے بعد یہ کہا کہ "کہ اے لوگو! تم اپنی قربانی کرو اللہ تعالیٰ تمہاری قربانی قبول کرے اور میں جعد بن درہم کی قربانی کرنے جا رہا ہوں

کیونکہ اس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو خلیل نہیں بنایا اور نہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے کلام کیا ہے"، پھر منبر سے اُتر کر اُسے ذبح کر دیا۔

اور یہ قصہ جو ہے اسے امام بخاری نے خلق أفعال العباد میں بیان کیا ہے اور امام الدارمی نے بھی الرد علی الجھمیۃ میں اسے بیان کیا ہے، اور علامہ البانی (رحمہم اللہ) نے اس کی سند کو قوی قرار دیا ہے مختصر العلو میں۔ تو قصہ صحیح ثابت ہے اور یہ عقیدے کی کتابوں میں بھی آپ دیکھیں اہل سنت والجماعت کی کئی کتابیں ہیں جن میں ذکر کیا ہے بعض کا، امام بخاری کے زمانے سے لے کر (اُس زمانے سے لے کر) کہ اہل سنت جو ہیں بدعت پر یعنی کتنا سخت تھے، اور یہ ہر بندے کا کام نہیں ہے کہ ہر شخص جو ہے وہ کسی بدعتی کو پکڑ کر اور کہے کہ میں اس کی قربانی دوں یا اس کو قتل کر دوں، نہیں! جس نے قتل کیا وہ گورنر ہے ولی اُمر میں سے ہے اور اس نے اس اعتبار سے اس کو قتل کیا ہے۔ یہ کفر ہے یعنی ایسے ہی نہیں قتل کیا ہے کیونکہ قرآن مجید کی تکذیب ہے جھٹلایا ہے قرآن مجید کو تو اس اعتبار سے قتل کیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جہمی جو ہیں یہ فرقہ جو ہے علماء کہتے ہیں کہ یہ کافر فرقہ ہے، اجماع ہے علماء کا (جہمیوں کو کافر قرار دینے میں علماء کا اجماع ہے)۔

جعد بن درہم کی تعلیمات جہم نے عام کی ہیں اس لیے جہمیۃ کہا جاتا ہے ورنہ اصل جو ہے آپ اس کی سند دیکھیں کہ جعد بن درہم، پھر بیان بن سمعان، پھر طالوت جو یہودی تھا وہاں تک جو یہ پورا جاتی ہے یہ سند جو ہے۔ تو اصل جو فرقہ ہے جہمی فرقہ جو ہے وہ منسوب جہم بن صفوان کی طرف ہے لیکن اس کا استاد کون تھا؟ کہاں سے لے کر آیا تھا وہ بدعقیدگی، تعطیل کی، اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کی کہاں سے کر آیا ہے؟ وہ اِس شخص سے لے کر آیا ہے۔

دیکھیں جہم بن صفوان کو بھی قتل کیا گیا، جہم کا بھی قتل ہوا سن 128 ہجری میں، اِس کا بھی قتل اس سے پہلے جعد بن درہم کا (سبحان اللہ) اِن کو پھر بھی عقل نہیں آئی! آج ایسے بھی لوگ ہیں جو اس عقیدے کا پرچار کرتے ہیں اور اس عقیدے کا حصہ بنے ہوئے ہیں (نعوذ باللہ)!

امام ابن القیم رحمہ اللہ الكافية الشافية میں بڑی پیاری بات فرماتے ہیں اس قصے کو دیکھیں کیسے بیان کرتے ہیں:

وَلِأَجلِ ذا ضَحّى بِجَعدِ خالِدُ ، القَسرِيُّ يَومَ ذَبائِحِ القُربانِ
إذ قالَ إبراهِيمُ ليس خَليلَهُ ، كَلَّا وَلا مُوسى الكَليمُ الدّاني
شَكَرَ الضَّحِيَّةَ كُلُّ صاحِبِ سُنَّةٍ ، للهِ دَرُّكَ مِنْ أَخِي قُربانِ

(کہ جعد بن درہم کو خالد القسری نے قتل کیا اور قربانی کی اُس کی۔ ''ذَبائِح القُربانِ''کون سا دن ہے؟ عید الاٗضحیٰ کا دن۔ کیوں؟ کیونکہ اُس نے یہ کہا کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے خلیل نہیں ہیں اور نہ ہی سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا ہے، وجہ یہ تھی اور اُس کی اِس قربانی کو ہر صاحب سنتی جو اہل سنت میں سے ہیں انہوں نے سراہا ہے کہ اُس کا یعنی شکرادا کیا ہے کہ کتنی اچھی قربانی کی ہے انہوں نے (سبحان اللہ))۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ)، تو ہمارے پاس محبت کا لفظ بھی ہے وُدّ بھی ہے خلۃ بھی ہے، محبۃ اور وُدّ جو ہے مطلق ہے، اور خلۃ جو ہے خاص ہے سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ)، اور ہمارا اعتماد غیبی اُمور میں دلائل پر ہونا چاہیے جو الاٗدلۃ السمعیۃ ہیں (یعنی قرآن اور سنت کے دلائل جو ہیں) اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے اگر ہم کوئی عقلی دلیل بھی پیش کریں صرف اُن لوگوں پر حجت قائم کرنے کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی محبت کا انکار کرتے ہیں جو کہتے ہیں "اور ہمارا یہ انکار جو ہے عقلی دلائل پر قائم ہے"۔

جیسا کہ اَشاعرۃ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی محبت بندوں سے ثابت نہیں کر سکتے کیونکہ عقل اس کی طرف دلالت نہیں کرتی عقلی کوئی دلیل نہیں ملتی ہمیں اور جس چیز کی عقلی دلیل نہ ہو تو ہمیں اس کو نہیں ماننا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کو اس سے منزہ کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ کو اس سے پاک کرنا چاہیے، (اُن کا قاعدہ یہ ہے)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ)، ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی جو صفت محبت ہے ہم عقلی دلائل سے بھی ثابت کرتے ہیں جیسا کہ ہمارے نزدیک نقلی دلائل اور سمعی دلائل (یعنی قرآن و سنت کے دلائل) میں ثابت ہے اور یہ صرف حجت قائم کرنے کے لیے ہے اُن لوگوں پر جو صرف عقل سے انکار کرتے ہیں جو عقلی دلیل کی بنیاد پر کہتے ہیں "ہمارے پاس عقلی دلائل نہیں ہیں اس لیے ہم اللہ تعالیٰ کی محبت کو ثابت نہیں کرتے"۔

''فنقول وباللہ التوفیق'' یہاں پر رُکتے ہیں اگلے درس میں ان شاء اللہ بڑے پیارے عقلی دلائل ہیں یعنی آٹھ یا نو دلائل، آٹھ دلائل شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اور نویں دلیل جو ہے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے شرح میں بیان کی ہے

﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا﴾ خلۃ کی جو صفت ہے جو محبت کا سب سے بلند ترین درجہ ہے اس کو بیان کیا ہے، یہ ہیں سمعی دلائل قرآن اور سنت کی روشنی میں یہ دلائل ہیں۔

اور جو عقلی دلائل ہیں شیخ صاحب فرماتے ہیں ہمیں کیوں ضرورت پڑی ہے ؟ عقلی دلائل کی ضرورت ہی نہیں ہے ، کیونکہ مخالفین جو ہیں جیسا کہ اَشاعرۃ ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی صفت محبت کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے پاس عقلی دلیل ہے۔ عقلی دلیل کیا ہے ؟ کہ ہم اللہ تعالیٰ کی محبت کو ثابت نہیں کر سکتے کیونکہ ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ مخلوق سے محبت کرے اور عقل اس کا مانتی نہیں ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ تشبیہ لازم آتی ہے محبت کے لیے اور دل ہونا چاہیے جس سے محبت ہو، پھر نرمی ہوتی ہے پھر قرب ہوتا ہے پھر یہ ساری چیزوں کی مخلوق سے تشبیہ ہوتی ہے تشبیہ لازم آتی ہے تو ہم اللہ تعالیٰ کو پاک کرتے ہیں، اس لیے عقل کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کے عقلاً موزوں نہیں ہے اُس چیز سے اللہ تعالیٰ کو پاک کرنا چاہیے۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں، ہمارے پاس نقلی دلائل تو ہیں، قرآن اور سنت کے دلائل تو ہم نے بیان کر دیئے ہیں اب عقل دلائل ہم بیان کرنے جارہے ہیں یہ وہ عقلی دلائل ہیں جو ہم ان پر حجت قائم کر رہے ہیں جو عقلی دلائل سے اللہ تعالیٰ کی صفات کی نفی کرتے ہیں صفت محبت کا خصوصی طور پر، تو اگلے درس میں ان شاء اللہ یہیں سے درس کا آغاز کریں گے۔((واللہ أعلم))۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (32.العقیدۃ الواسطیۃ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست نہیں کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔